مواعظِ الجمعہ

حجِ بیت اللہ اور حاضریٔ بارگاہِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

پیشکش

ادارہ اہلِ سنت کراچی

مدیر

مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مولانا عبد الرزاق ہنگورہ نقشبندی

مولانا محمد کاشف محمود ہاشمی

www.facebook.com/darahlesunnat

دار أهل السنة
لتحقيق الكتب و الطّباعة و النّشر

IDARA E AHLE SUNNAT اداره اهلسنت
www.facebook.com/darahlesunnat

سلسلہ: واعظ الجمعہ

عنوان: حجِ بیت اللہ اور حاضریٔ بارگاہِ اقدس ﷺ

مدیر: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین: مفتی عبد الرزاق قادری، مفتی محمد کاشف محمود ہاشمی

عددِ صفحات: ۱۴

سائز: 13×21

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی

: idarakhutbatejuma@gmail.com

: 00971559421541

: 00923458090612

www.facebook.com/darahlesunnat

آن لائن

۱۴۴۱ھ/۲۰۲۰ء

حجِ بیت اللہ اور حاضریٔ بارگاہِ اقدس ﷺ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبِهِ أجمعين.

حج بیت اللہ کی تیاری

عزیز دوستو! زیارتِ حرمین شریفَین کی تمنّا وشَوق ہر مسلمان کے دل میں مَوجزن رہتا ہے، بعض لوگ استطاعت نہ ہونے کے باعث انتظار ہی میں رہتے ہیں۔ جسے استطاعت ہو اُس پر لازم وضروری ہے، کہ حج بیت اللہ کی تیاری میں کوشاں رہے، فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾(۱) "اللہ تعالی کی خاطر لوگوں پر اِس گھر -بیت اللہ- کا حج ادا کرنا فرض ہے، جو وہاں تک جانے پر قادر ہو!"۔

مسئلہ: اس آیتِ مبارکہ میں حج کی فرضیت کا بیان ہے، اور اس بات کا کہ اس کے لیے استطاعت شرط ہے۔ حدیث شریف میں سیّدِ عالَم ﷺ نے اس کی

(۱) پ٤، آل عمران: ٩٧.

تفسیر، زاد وراحلہ سے فرمائی، زاد -یعنی توشہ، کھانے پینے کا انتظام- اس قدر ہونا چاہیے، کہ جاکر واپس آنے تک کے لیے کافی ہو، اور یہ واپسی کے وقت تک اہل وعِیال کے نفَقہ کے علاوہ ہونا چاہیے، راستے کا امن واَمان بھی ضروری ہے؛ کیونکہ بغیر اس کے استطاعت ثابت نہیں ہوتی[1]۔

لہذا ہم میں سے ہر ایک اس کوشش ولگن میں رہے، کہ کسی طرح حجِ بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوجائے، سچی لگن کی برکت سے، ایک نہ ایک دن ضرور حاضری ہو ہی جائے گی، ان شاء اللہ!

حج کی فرضیت کا اعلان

عزیزانِ محترم! خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ کے عطا کردہ مبارک ایّام میں سے، حج کے دن بھی نہایت اَہم ہیں، ان ایّام میں ربِ کائنات جَلَّ جَلالُہ نے ہمارے لیے بھلائی کے مَواقع مہیا فرمائے ہیں، کہ ہم ان مبارک لمحات میں زیادہ سے زیادہ آخرت کا سامان کر سکتے ہیں، لہذا ہم میں سے ہر ایک کو فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے، ہر وقت تیار ومستعد رہنا چاہیے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝٢٧ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ۝٢٨ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾[2] "لوگوں میں حج کی عام ندا کر دو! وہ تمہارے پاس پیدل بھی حاضر ہوں گے، اور ہر دُبلی اُونٹنی پر بھی، دُور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے؛ تاکہ وہ

---

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ۴، آل عمران، زیرِ آیت: ۹۷، ص۱۱۲، ۱۰۹۹۔

(۲) پ۱۷، الحج: ۲۷- ۲۹.

اپنا فائدہ پائیں، اور مقرّرہ دنوں میں اللہ کا نام لیں، اس بات پر کہ اللہ تعالی نے انہیں روزی دی، بے زبان چوپایوں کی صورت میں، تو اِن میں سے تم خود بھی کھاؤ، اور مصیبت زدہ محتاجوں کو بھی کھلاؤ، پھر اپنا میل کچیل دُور کریں، اپنی منّتیں پوری کریں، اور اس آزاد گھر -خانۂ کعبہ- کا طواف کریں"۔

مفسرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے جبلِ ابی قُبیس پر کھڑے ہو کر، چاروں طرف آواز دی کہ "اے اللہ کے بندو! اللہ کے گھر کی طرف آؤ!" آپ کی اس دعوت کو قیامت تک پیدا ہونے والوں نے سُن لیا، اور سن کر جس نے جتنی بار "لبّیك" کہا، وہ اُتنی بار حج ادا کرے گا، اور جو رُوح خاموش رہی وہ حج نہ کر سکے گی۔ اس آیتِ مبارکہ میں نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو بھی حکم ہے، کہ آپ لوگوں میں حج کی فرضیت کا اعلان فرما دیجیے"[1]۔

حجِ اکبر

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ رَسُوْلُهٗ﴾[2] "اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن مُنادی پکار دینا ہے، کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں!"۔ اس آیتِ مبارکہ میں "حج کو حجِ اکبر فرمایا؛ اس لیے کہ اُس زمانہ میں عمرہ کو حجِ اصغر کہا جاتا تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس حج کو حجِ اکبر اس لیے کہا گیا، کہ اس سال رسولِ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حج فرمایا تھا، اور چونکہ یہ جمعہ کے

---

(۱) "تفسیر نور العرفان" پ۱۷، الحج، زیرِ آیت: ۲۷، ص۵۳۴، ملخصًا۔

(۲) پ ۱۰، التوبة: ۳.

دن واقع ہوا تھا، لہٰذا مسلمان اس حج کو جو روزِ جمعہ واقع ہو، حجِ وَداع کی یادگار جان کر "حجِ اکبر" کہتے ہیں"[1]۔

فضائلِ حج

عزیزانِ گرامی قدر! جو مسلمان حج کرتا ہے، اللہ تعالی اس کے سارے گناہ مُعاف فرما کر، اسے گناہوں سے بالکل پاک وصاف فرما دیتا ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ حَجَّ لله فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ»[2] "جس نے اللہ تعالی کی رضا کی خاطر حج کیا، اور اس میں کوئی فحش وگناہ کا کام نہیں کیا، وہ گناہوں سے اَیسا پاک ہو کر لَوٹے گا، جیسا اُس دن تھا جس دن اپنی ماں سے پیدا ہوا تھا"۔ محدثینِ کرام فرماتے ہیں کہ "حجِ مبرور -مقبول- کی علامت یہ ہے، کہ دَورانِ حج حاجی کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے، نہ کسی کو گالی دے، نہ کسی گناہ کا اِرتکاب کرے"[3]۔

محترم بھائیو! مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «العُمْرَةُ إِلَى العُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالحَجُّ المَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الجَنَّةُ»[4] "دو عمروں کے درمیان کیے گئے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں، اور حجِ مبرور کا ثواب جنّت ہی ہے"۔

نیز رسولِ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہے: «تَابِعُوا بَيْنَ الحَجِّ وَالعُمْرَةِ؛ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الفَقْرَ وَالذُّنُوبَ، كَمَا يَنْفِي الكِيرُ خَبَثَ الحَدِيدِ وَالذَّهَبِ

---

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱۰، التوبۃ، زیرِ آیت: ۳، ۳۳۷۔

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الحج، ر: ١٥٢١، صـ٢٧٤.

(۳) "نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری" ۴/۲۶۵۔

(٤) "صحيح البخاري" باب وجوب العمرة وفضلها، ر: ١٧٧٣، صـ٢٨٥.

وَالفِضَّةِ»[1] "حج وعمرہ کرتے رہا کرو؛ کہ یہ محتاجی اور گناہوں کو ایسا دُور کرتے ہیں، جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کو دُور کر دیتی ہے"۔

میرے پیارے بھائیو! مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «الْحَاجُّ يَشْفَعُ فِي أَرْبَعمِئَةِ أَهْلِ بَيْتٍ» یا فرمایا: «مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ»[2] "حاجی اپنے گھر والوں میں سے، چار سو اَفراد کی شَفاعت کرے گا، اور وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا، گویا آج ہی اپنی ماں سے پیدا ہوا ہو"۔

جانِ برادر! تاجدارِ ختمِ نبوّت ﷺ نے فرمایا: «يُغْفَرُ لِلْحَاجِّ، وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ»[3] "حاجی کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں، اور جس کے لیے حاجی استغفار کرے اُس کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے"۔

عزیزانِ محترم! اگر کسی پر حج فرض ہے، تو اسے چاہیے کہ اس سفر کے اِخراجات کے لیے، مالِ حلال ہی استعمال کرے، رشوت وغیرہ حرام مال اس میں صَرف کرنا حرام ہے، نیز وہ حج قابلِ قبول بھی نہیں، اگرچہ ذمّہ سے فرض ساقط ہو جائے گا؛ کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا: «إِذَا قَالَ الْمُلَبِّي: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ! وَعِنْدَهُ مَالٌ حَرَامٌ، قِيلَ لَهُ: لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ! حَتَّى تَرُدَّ مَا فِي يَدَيْكَ!»[4] "جو مالِ حرام لے کر حج کو جاتا ہے، جب وہ لبیک کہتا ہے، تو فرشتہ اسے جواب دیتا ہے، کہ نہ تیری حاضری قبول، نہ تیری خدمت مقبول، اور تیرا حج تیرے

---

(١) "سنن الترمذي" باب ما جاء في ثواب الحج ....، ر: ٨١٠، صـ٢٠٢.

(٢) "مسند البزّار" مسند أبي موسى رضي الله تعالى عنه، ر: ٣١٩٦، ٨/ ١٦٩.

(٣) المرجع نفسه، مسند أبي حمزة أنس بن مالك، ر: ٩٧٢٦، ١٧/ ١٣٥.

(٤) "بحر الفوائد المشهور بمعاني الأخبار" حديثٌ آخر، صـ٣٦٦.

منہ پر مردود، جب تک تو یہ حرام مال جو تیرے ہاتھ میں ہے، صاحبِ حق کو واپس لَوٹا نہ دے!"۔ اس کے لیے چارۂ کار یہ ہے، کہ اگر مالِ حرام کے علاوہ کچھ مال نہیں، تو قرض لے کر فرض ادا کرے[1]۔

حج کی اقسام اور نیتوں کا بیان

میرے پیارے بھائیو! حج تین طرح کا ہوتا ہے:

حجِ اِفراد

(۱) ایک یہ کہ صرف حج کرے، اسے اِفراد کہتے ہیں۔ اس میں سلے ہوئے کپڑے اتار کر اِحرام باندھے، پھر دو رکعت نفل پڑھے اور اس کے بعد یوں کہے: "الٰہی! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں، تو اِسے میرے لیے آسان کر دے، اور اسے مجھ سے قبول فرما! میں نے خاص اللہ تعالی کے لیے حج کی نیّت کی"[2]۔

حجِ تمتُّع

(۲) دوسرا یہ کہ وطن سے صرف عمرے کی نیّت کر کے چلے، وہاں پہنچ کر عمرہ ادا کر کے اِحرام کھول دے، اور پھر مکّہ معظمہ سے حج کا اِحرام باندھے۔ اسے تمتع کہتے ہیں، اس میں اِحرام کے دو رکعت نفل کے بعد یوں کہے: "الٰہی! میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں، تو اِسے میرے لیے آسان کر دے، اور اسے مجھ سے قبول فرما! میں نے خاص اللہ تعالی کے لیے عمرہ کی نیّت کی"[3]۔ اور پھر ایامِ حج میں وہیں مکہ مکرمہ سے حج کا اِحرام باندھے، اور احرام کے دو رکعت نفل کے بعد حج کی نیّت کرے!۔

---

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب الحج، شرائطِ حج، ۵۴۹/۸، ملخصًا۔
(۲) "المسلَك المتقسّط" باب الإحرام، فصل، صـ۹۹، ۱۰۰.
(۳) المرجع نفسه، صـ۱۰۱.

حجِ قِران

(۳) تیسرا یہ کہ حج و عمرہ کی نیّت ایک ساتھ ایک اِحرام میں، وطن ہی سے کرلے، اور یہ سب سے افضل ہے، اسے قِران کہتے ہیں۔ اس میں بعد سلام نفلِ اِحرام یوں کہے: "الٰہی! میں حج و عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں، تو انہیں میرے لیے آسان کر دے، اور انہیں مجھ سے قبول فرما! میں نے خاص اللہ تعالی کے لیے حج و عمرہ کی نیّت کی"[1]۔

لَبَّيْكَ

تینوں صورتوں میں اس نیّت کے بعد لبیک بآوازِ بلند کہے، لبیک یہ ہے:

"لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ! لَا شَرِيْكَ لَكَ"[2].

جانِ برادر! صدرُ الشریعہ حضرت علّامہ امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالی، حج و عمرہ کے سفر کے آداب میں لکھتے ہیں کہ "(۱) جس کا قرض لیا ہو، یا امانت پاس ہو ادا کر دے، جن کے مال ناحق لیے ہوں واپس کر دے، اگر پتا نہ چلے تو اُتنا مال فقیروں کو دے دے۔ (۲) جس کی بے اجازت سفر مکروہ ہے، جیسے ماں، باپ، شوہر، انہیں راضی کرے۔ (۳) اس سفر سے مقصود صرف اللہ تعالی اور رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہوں، رِیا، شُہرت اور فخر وغرور سے جُدا رہے۔ (۴) عورت کے ساتھ جب تک شوہر، یا محرم بالغ قابلِ اطمینان نہ ہو، جس سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے، سفر حرام ہے، اگر کرے گی تو حج ہو جائے گا، مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔ (۵) توشہ یعنی خرچ مالِ حلال سے لے، ورنہ قبولِ حج کی امید نہیں"[3]۔

---

(۱) المرجع السابق.

(۲) المرجع السابق، صـ۱۰۰.

(۳) "بہارِ شریعت" حج کا بیان، آدابِ سفر و مقدّمات حج کا بیان، حصّہ ۶، ۱۰۵۱/۱۔

عزیزانِ گرامی قدر! اسی طرح موجودہ حالات کے پیشِ نظر یہ بات بھی ملحوظ رہے، کہ وطنِ عزیز کے ظالم حکمرانوں نے، ماضی میں دیگر مُعاملات کے ساتھ ساتھ، نظامِ حج میں بھی، بے ایمانی اور کرپشن(Corruption) کے کیسے کیسے کرتب وکارنامے دکھائے ہیں، اور کس کس اندازِ فنکاری سے حُجّاج کرام کو اَذیت پہنچائی ہے۔ لہذا سابقہ تجربات سے سبق حاصل کرتے ہوئے، آئندہ کے لیے لائحہ عمل طے کریں، اور سفرِ حج میں ایسے لوگوں کی صحبت کا انتخاب کریں، جو دِینی اور دُنیاوی اعتبار سے انتہائی ایماندار بھی ہوں اور امانتدار بھی، نیز خدمتِ قَوم کے جذبہ سے بھی سرشار ہوں۔

حج کے اَحکام وآداب

برادرانِ محترم! حالتِ اِحرام میں شکار کرنا حرام ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ﴾[1] "جب تم اِحرام میں ہو تو شکار حلال نہ سمجھو!"۔ ہر محرِم پر لازم ہے کہ حج کے دَوران اچھے اَخلاق کا مُظاہرہ کرے، کمزور اور خواتین کا خیال رکھے، نیز راستے میں کچرا وگندگی پھیلانے، اور کسی کو تکلیف پہنچانے، یا کسی کے آرام میں خلل ڈالنے سے بچنا بھی بہت ضروری ہے۔

طواف

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا فرماتی ہیں: «أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ، أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ»[2] "جب نبئ کریم ﷺ مکّہ مکرمہ میں تشریف لائے، سب کاموں سے پہلے وضو کرکے طواف کیا"۔

(١) پ٦، المائدة: ١.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الحج، ر: ١٦١٤، صـ٢٦١.

حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ، ثُمَّ مَشَى عَلَى يَمِينِهِ، فَرَمَلَ ثَلَاثاً وَمَشَى أَرْبَعاً»[1] "رسول اللہ ﷺ جب مکّہ مکرمہ تشریف لائے تو حجرِ اَسوَد کے پاس آکر اُسے بوسہ دیا، پھر دہنے ہاتھ کو چلے، اور ابتدائی تین پھیروں میں رَمَل کیا، اور باقی چار میں معمول کے مطابق چلے"۔

مقامِ ابراہیم

مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے، جس پر حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت کھڑے ہوتے تھے، اور اس میں آپ کے قدموں کے نشان نقش ہو گئے، جو باوُجود طویل زمانہ گزرنے، اور بکثرت ہاتھوں سے مَس ہونے کے، اب تک موجود ہیں۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فِيهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيمَ﴾[2] "اس میں کھلی نشانیاں ہیں: ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ"۔

ان نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں، کہ وُحوش ایک دوسرے کو حرم میں اِیذاء نہیں دیتے، حتی کہ کتّے اس سرزمین میں ہرن پر نہیں دَوڑتے، اور وہاں شکار نہیں کرتے، اور لوگوں کے دل کعبہ معظّمہ کے لیے اس قدر بے تاب ہوتے ہیں، کہ صرف اس کی طرف نظر کرنے سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، ہر شبِ جمعہ اَرواحِ اَولیاء اس مبارک گھر کے گرد حاضر ہوتی ہیں۔ اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا ہے برباد ہو جاتا ہے، انہیں نشانیوں میں سے مقامِ ابراہیم وغیرہ وہ چیزیں بھی ہیں، جن کا

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الحج، ر: ٢٩٥٣، صـ٥١٧.

(٢) پ٤، آل عمران: ٩٧.

آیتِ مبارکہ میں بیان فرمایا گیا[1]۔

ایک اَور جگہ اسی مقامِ ابراہیم کے بارے میں ارشاد ہوا: ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِمَ مُصَلًّى﴾[2] "ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ!" "اس کو نماز کا مقام بنانے کا حکم استحباب کے لیے ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نماز سے طواف کی دو رکعتیں مراد ہیں"[3] جو طواف کے بعد بطورِ شکرانہ ادا کی جاتی ہیں۔

حج یا عمرہ میں سعی (یعنی صفا و مروہ کے درمیان دَوڑنا)

عزیزانِ محترم! صفا و مروہ مکّہ مکرّمہ کے دو پہاڑ ہیں، جو کعبۂ معظّمہ کے مقابل جانبِ شرق واقع ہیں، مروہ شمال کی طرف مائل، اور صفا جنوب کی طرف جبلِ ابی قُبیس کے دامن میں ہے۔ حضرت سیّدہ ہاجرہ اور حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام نے ان دونوں پہاڑوں کے قریب، اس مقام پر جہاں زَمزَم کا کنواں ہے، بحکمِ الٰہی سکونت اختیار فرمائی۔ اس وقت یہ مقام سنگلاخ بیابان -پتھریلا صحرا- تھا، نہ یہاں سبزہ تھا نہ پانی، نہ خورد و نوش کا کوئی سامان، رِضائے الٰہی کی خاطر اُن مقبول بندوں نے صبر کیا، حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام ابھی بہت کم سن تھے، تشنگی کے باعث جب ان کی حالت غیر ہونے لگی، تو حضرت ہاجرہ بے تاب ہو کر کوہِ صفا پر تشریف لے گئیں؛ کہ کہیں دُور تک پانی کے آثار نظر آجائیں، مگر وہاں سے بھی پانی کا کوئی اثر نہ پایا، تو اُتر کر نشیب کے میدان میں دَوڑتی ہوئی مروہ تک پہنچیں، اس طرح سات مرتبہ گردش ہوئی، تب اللہ تعالی نے

---

(١) "تفسير المدارِك" پ٤، آل عمران، تحت الآية: ٩٧، ١/ ٢٧٥، ٢٧٦.
"تفسير الخازِن" پ٤، آل عمران، تحت الآية: ٩٧، ١/ ٢٧٢، ملخصاً.

(٢) پ١، البقرة: ١٢٥.

(٣) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱، البقرۃ، زیرِ آیت: ۱۲۵، ص۴۲، ملخصًا۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾[1] کا جلوہ اس طرح ظاہر فرمایا، کہ غیب سے ایک چشمہ زَمزَم نمودار کیا، اور ان کے صبر واِخلاص کی برکت سے ان کے اتّباع میں، ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دَوڑنے والوں کو مقبولِ بارگاہ کیا، اور ان دونوں کو محلِّ اِجابتِ دعا بنایا!۔

زمانۂ جاہلیت میں صفا ومروہ پر دو بُت رکھے تھے، صفا پر جو بُت تھا اس کا نام اساف، اور جو مروہ پر تھا اس کا نام نائلہ تھا، کفّار جب صفا ومروہ کے درمیان سعی کرتے، تو ان بُتوں پر تعظیمًا ہاتھ پھیرتے، عہدِ اسلام میں بُت تو توڑ دیے گئے، لیکن چونکہ کفّار یہاں مشرکانہ فعل کرتے تھے، لہٰذا مسلمانوں کو صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنا گراں ہوا؛ کہ اس میں کفّار کے مشرکانہ فعل کے ساتھ کچھ مُشابہت ہے[2]۔

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾[3] "یقینًا صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، تو جواِس گھر کا حج یا عمرہ کرے، اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے"۔ اس سے مسلمانوں کو اطمینان دلایا گیا، کہ چونکہ تمہاری نیّت خالص عبادتِ الٰہی کی ہے، لہٰذا تمہیں کفّار سے مُشابہت کا اندیشہ نہیں، اور جس طرح کعبہ کے اندر زمانۂ جاہلیت میں کفّار نے بُت رکھے تھے، اب عہدِ اسلام میں بُت اٹھا دیے گئے، اور کعبہ شریف کا طواف درست رہا، اور وہ شعائرِ دین میں سے رہا، اسی طرح کفّار کی بُت پرستی سے صفا ومروہ کے شعائرِ دین ہونے میں کچھ فرق نہیں آیا۔

---

(۱) پ۲، البقَرة: ۱۵۳.

(۲) "خزائن العرفان" پ۲، البقرة، زیرِ آیت: ۱۵۸، ۴۳، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶۔

(۳) پ۲، البقَرة: ۱۵۸.

مسئلہ: سعی -یعنی صفا و مروہ کے درمیان دَوڑنا- واجب ہے، حدیثِ پاک سے ثابت ہے کہ سیّدِ عالم ﷺ نے اس پر مُداوَمت -ہمیشگی- اختیار فرمائی ہے، اس کے ترک سے دم دینا، یعنی قربانی واجب ہوتی ہے۔

مسئلہ: صفا و مروہ کے درمیان سعی، حج وعمرہ دونوں میں لازم ہے۔

مسئلہ: عمرہ ادا کرنے والا، اگر بیرونِ مکّہ سے آئے، تو اسے براہِ راست مکّہ مکرّمہ آکر طواف کرنا چاہیے، اور اگر مکہ شریف کا رہنے والا ہو، تو اسے چاہیے کہ حدودِ حرم سے باہر جائے، اور وہاں سے طوافِ کعبہ کا اِحرام باندھ کر آئے[۱]۔

حج وعمرہ میں ایک فرق یہ بھی ہے، کہ حج سال میں ایک ہی بار ہوسکتا ہے؛ کیونکہ عرَفات میں عرَفہ کے دن، یعنی نویں ذی الحجہ کو جانا، جو حج میں فرض ہے، سال میں ایک ہی بار ممکن ہے، اور عمرہ ہر دن ہوسکتا ہے، اس کے لیے کوئی وقت معیّن نہیں[۲]۔

زیارتِ سیّد المرسَلین ﷺ

میرے بزرگو ودوستو! زیارتِ سراپا طہارت، حضور پُرنور سیّد المرسلین ﷺ بالقطع والیقین، باجماعِ مسلمین، افضل قُربات واعظم حَسَنات سے ہے، جس کی فضیلت وخُوبی کا انکار، گمراہ بددِین، یا کوئی سخت جاہل، سَفیہ غافل، مسخرۂ شیاطین ہی کرے گا، والعیاذ باللہ ربّ العالمین!

عزیز دوستو! اس قدر پر تو اِجماعِ قطعی قائم ہے، اور کیوں نہ ہو؟ کہ خود قرآنِ عظیم اس کی طرف بُلاتا، اور مسلمانوں کو رغبت دلاتا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

---

(۱) "خزائن العرفان" پ ۲، البقرۃ، زیرِ آیت: ۱۵۸، ص۱۰۹۔

(۲) "بہارِ شریعت" حج کا بیان، حج کے فرائض، حصّہ ۶، ۱/ ۱۰۴۷، ملخّصًا۔

﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾[1] "اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں، اے حبیب! آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، پھر خدا سے مغفرت مانگیں، اور ان کے لیے رسول مغفرت چاہے، تو یقیناً اللہ عزّوجلّ کو خوب توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے"۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: «مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ فَلَمْ يَزُرْنِيْ، فَقَدْ جَفَانِيْ!»[2] "جو حج کرے اور میری زیارت کو حاضر نہ ہو، اُس نے مجھ سے بے وفائی کی!"۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے آداب

عزیزانِ گرامی قدر! "حضرت سیّدنا انَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے، تو ایسے اِنہماک سے مؤدّب کھڑے ہوتے، کہ دیکھنے والوں کو شُبہ ہوتا، کہ شاید وہ نماز پڑھ رہے ہیں"[3]۔

برادرانِ اسلام! مَناسکِ حج وزیارتِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آداب پر مشتمل کتاب "لُباب" میں ہے کہ "حجِ نفل میں زیارتِ قبرِ طٰہٰ المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور کرنی چاہیے، حج اگر فرض ہو تو پہلے حج ادا کرے، لیکن اگر مدینہ طیّبہ راستے میں ہو، تو پہلے زیارتِ اقدَس سے مشرّف ہو"[4]۔

امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین وملّت، امام احمد رضا محدّثِ بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آدابِ زیارت میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ "خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے، یا ہاتھ لگانے سے بچو! کہ

---

(١) پ٥: النساء: ٦٤.

(٢) "الكامل" لابن عدي، تحت ر: ١٩٥٦- النعمان بن شبل، ٨/ ٢٤٨.

(٣) "الشّفا" فصل في حكم زيارة قبره صلى الله تعالى عليه وسلم، الجزء٢، صـ٥٥.

(٤) انظر: "المسلك المتقسّط" باب زيارة سيِّد المرسلين، صـ٥٠٣.

یہ خلافِ ادب ہے، بلکہ چار ہاتھ کے فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ! یہ اُن کی رحمت کیا کم ہے، کہ تم کو اپنے حضور بُلایا! اور اپنے مُواجہہ اقدس میں جگہ بخشی! ان کی نگاہِ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی، اَب خصوصیت اور اِس درجہ قُرب کے ساتھ ہے!""[1] ع

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو! کعبہ تو دیکھ چکے، کعبے کا کعبہ دیکھو![2]

دعا

اے اللہ! ہمیں حج کی سعادت عطا فرما، اور بارگاہِ اقدس ﷺ کی باادب حاضری نصیب فرما! ہر نیک کام میں اِخلاص کی دَولت عطا فرما، تمام فرائض وواجبات کی ادائیگی بحسن وخوبی انجام دینے کی توفیق عطا فرما، بخل وکنجوسی سے محفوظ فرما، اور غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما، آمین یا ربّ العالمین!

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدِنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب الحج، باب الجنایات، رسالہ "انور البشارۃ" ۶۰۲/۸۔

(۲) "حدائقِ بخشش" "حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو، ص۱۲۷۔